مدارِ فکر

صلی اللہ علیہ وسلم

نعتیہ مجموعہ



مرتضیٰ اشعر

DHANAK

بسم الله الرحمن الرحيم

مدارِ فکر

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
وَّاٰلِهٖ وَسَلِّمْ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى لَهٗ

مدارِ فکر

(مجموعۂ نعت)

مرتضیٰ اشعر

اہتمام:
(پی ڈی ایف)
نبیل حسین نبیلؔ

فکرِ نو پبلیکیشنز

اسلام آباد، لاہور، ملتان

اہتمامِ اشاعت

زاہد محمود زاہد
حمدان خالد

ضابطہ

نام کتاب	مدارِ فکر
شاعر	مرتضیٰ اشعر
سرورق	حمدان خالد
کمپوزنگ	غلام مصطفیٰ
پروف ریڈنگ	اکرم انصاری، لقمان ناصر
اشاعت اوّل	۲۰۲۰ء
مطبع	حاجی منیر اینڈ سنز پریس
قیمت	۳۰۰ روپے

عمدہ، دلکش اور معیاری کتابوں کی اشاعت کا با اعتماد ادارہ

DHANAK
DHANAK MATBUAT
Lahore. Multan. Cell # 0300-8873052
shams.ua786@gmail.com

انتساب

اپنی والدہ ماجدہ

کے نام

اللہ کریم مجھے اُن کے سایۂ عاطفت

میں رکھے اور انہیں صحت و سلامتی

سے نوازے۔ آمین

تـوئـی سـلـطـان عـالـم یا مُـحـمـد صلی اللہ علیہ وسلم
زروئـے لـطـف سـوئـے مـن نـظـر کُـن
(حضرت مولانا جامیؒ)

انتساب ثانی

اپنی شریکِ سفر
کے نام
جس نے مجھے شاعری کیلئے
پرسکون فراغت میسّر کی
رب تعالیٰ اسے صحت والی زندگی اور
ہمیں اپنے بچوں کی خوشیاں دِکھائے۔ آمین

مدارِ فکر ہے تو، مرکزِ خیال تیری ذات
کمالِ خلق کا عروج بے مثال تیری ذات

ترتیب

مرتضیٰ اشعؔر کی نعت گوئی

الحمدللہ کہ مدحتِ حضورؐ کا گلشن اس قدر سدا بہار ہے کہ اس پر کبھی خزاں نہ چھا سکے گی۔ ازل ہو یا ابد، گلشن ہر دور میں فصلِ گل و لالہ کے تصورات سے بے نیاز بہارِ جاوداں کا مسکن رہا ہے۔ مرتضیٰ اشعؔر نے بھی یہ اعزازِ بے پایاں اپنا مقدر بنالیا ہے کہ وہ حضور ﷺ کی مدح سرائی میں نہایت خشوع و خضوع سے منہمک ہیں۔ ایامِ طالب علمی سے انہوں نے مختلف ادبی اصناف میں اپنے کمالِ ذوق و شوق کا مظاہرہ کیا لیکن عنفوانِ شباب میں بھی انہوں نے حمد و نعت کی تدوین و تالیف میں گہری دلچسپی کا اظہار کیا۔ حمد و نعت کہنے والوں کے گل ہائے عقیدت کو دو الگ الگ جلدوں میں مدون کیا۔ بالخصوص ملتان جو شہرِ اولیأ ہے اور اصفیأ کی نگری ہے، وہاں ڈاکٹر عاصی کرنالی مرحوم کی قیادت میں حمد و نعت کی خوبصورت محفلوں میں اپنی شرکت کو لازمی بنایا، خود بھی معیاری نعت گوئی کا حق ادا کیا۔ اس طرح ان کے ہاں فکری پختگی خوب سے خوب تر ہوتی گئی۔ اب ایک عرصے بعد وہ اپنا مجموعۂ نعت منصۂ شہود پر لانے کا اعزاز حاصل کر رہے ہیں تو میرے لئے یہ مقامِ مسرت ہے کہ آپ نے دیر آید درست آید کے مصداق اپنی نعتوں کو از سرِ نو مرتب کیا، ان کی پلک نوک کو سنوارا اور ان کو طباعت کے مراحل سے گزارنے کا قرار واقعی اظہار کیا۔

مرتضیٰ اشعؔر آسان اور عام فہم لفظوں اور لہجے میں بڑی بات کہنے کا فن جانتے ہیں۔ وہ بڑی آسانی کے ساتھ سادہ سے لفظوں میں ایسی بڑی بڑی باتیں دو مصرعوں میں کہہ جاتے ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ چند مثالیں دیکھئے۔

اِک عاشقِ رسولؐ کا بس یہ علاج ہے
ہو ذکر انکا، جان پھر آتی ہے جان میں

اور

لفظ لکھوں جو بھی ہو وہ نعت کا صلِ علیٰ
تذکرہ ہو آپؐ ہی کی ذات کا صلِ علیٰ

مرتضیٰ اشعرؔ کے یہاں دعا اور مناجات بھی اپنے پورے رچاؤ اور سبھاؤ کے ساتھ نعت ہی کی صورت اور پیرہن میں وارد ہوتی ہے۔ ان اشعار میں شاعر کی اپنی حیثیت ثانوی ہو کر رہ جاتی ہے اور فوقیت ہر حال میں ذکرِ رسول ﷺ کو ہی حاصل رہی۔ چند مزید مثالیں ملاحظہ ہوں۔

خود بخود آ رہے ہیں مضامینِ نعت
آپؐ سے میری وابستگی کے سبب

اور

رہتی ہے ہمہ وقت مرے ساتھ یہ تسبیح
سانسوں میں پرویا ہے تجھے ورد بنا کر

مرتضیٰ اشعرؔ کے شعری حسن نے ان کے فکری خلوص سے حیاتِ تازہ لے کر رخشندگی و تابندگی کا جذبہ و حوصلہ دیا ہے۔ یہ خوبی بہر حال قابلِ تحسین ہے کہ اشعار میں تر و تازگی ہے، جس ڈگر پر عام انداز میں نعتیں کہی جا رہی ہیں ان میں یکسانیت کی بھرمار نعت کی عظمت و رفعت کو اجاگر نہیں ہونے دیتی۔ مرتضیٰ اشعرؔ آمد کے شاعر ہیں ان کے جذبۂ حبِ نبی ﷺ میں وارفتگی ہے، والہانہ پن ہے، یہ ان کی حضور ﷺ سے عقیدت و وابستگی کا آئینہ دار ہے۔ پھر حمد و نعت کے مابین جو امتیاز برقرار رکھنا چاہیے اس کا مرتضیٰ اشعر کو پورا ادراک ہے۔ لہٰذا نعت، نعت ہی رہتی ہے۔ اسے حمد کی حد میں جانے کی ضرورت کیوں پڑے کہ خود رب تعالیٰ نے اس کی حد بندی کر دی ہے۔ مزید چند مثالیں

مشکل جو کوئی آن پڑے ورد کیجیے
پھر دیکھیے درود کی برکات کو عروج

اور

پریشاں ہو زمانے کی صعوبت سے
چلو صلِ علیٰ کی بات کرتے ہیں

اور

نہ جانے کیسے میں خود تو چلا آیا
پہ آنکھیں رہ گئیں میری مدینے میں

مرتضیٰ اشعؔر نے شاعری کی تمام اصناف میں طبع آزمائی کی ہے۔جن میں حمد و نعت، مناقب، غزل، نظم، قطعات، ماہیے اور ہائیکو شامل ہیں۔ میرے نزدیک وہ اس حوالے سے خوش قسمت سخنور ہے کہ انہیں ہر صنف میں اپنے ناقدین وقارئین سے پذیرائی ملی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انہیں اپنے ہم عصروں میں نمایاں اور منفرد مقام بھی حاصل رہا ہے۔نعت گوئی میں بھی انہوں نے اپنے اس وصف کو برقرار رکھا ہے۔ مرتضیٰ اشعؔر نے روایت سے بھی خود کو جڑا رہنے دیا اور جدّت و انفرادیت کی جانب بھی قدم بڑھاتے رہے۔انہوں نے اپنے زیرِ نظر مجموعۂ نعت مدارِ فکر کا آغاز حمدیہ اشعار سے کیا ہے مرتضیٰ اشعؔر جب اپنے خالق کی حمد کرتے ہیں تو اپنی ذات کو اپنے رب کریم کی بندگی پر اس کی حوالگی میں خود سپردگی کے عمل کو پسند کرتے ہیں اور اس پر نازاں و مطمئن دکھائی دیتے ہیں۔
اور پھر جب مرتضیٰ اشعؔر کی نعت دیکھتے ہیں تو وہ ایک سچے عاشقِ رسول ﷺ کے پیکر میں سرکارِ دو عالم ﷺ سے اپنی محبّتوں، عقیدتوں کے لعل و گوہر کو اپنی نعتیہ شاعری کے ہر ہر شعر میں پرونے کی سعی کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا سارا کلام حضور نبی کریم ﷺ سے عقیدت و محبّت کا اظہاریہ ہے۔

محمدؐ کے پسینے کی مہک ہے
تخیّل میں مدینے کی مہک ہے

مرا دل مستقر حبِ نبیؐ کا

مری سانسوں میں سینے کی مہک ہے

میں نے نعتیہ مجموعے کے چیدہ چیدہ اشعار پڑھے ہیں۔ مرتضٰی اشعرؔ نے تاثیر اور کیف کی دولت سے مالا مال نعتیں کہنے کا جو اعزاز حاصل کیا ہے وہ اس کی نعت نگاری کو معتبر اور موٴقر مقام دلاتا ہے۔ میں دل کی گہرائیوں سے ان کے مجموعۂ نعت مدارِ فکر کی آمد کو ہر لحاظ سے مسعود قرار دیتا ہوں۔ دعا گو ہوں کہ ان کے اشعار قبولِ دربارِ مصطفٰی ﷺ ہوں۔ آمین

پروفیسر سید ریاض حسین زیدی
قومی وصوبائی سیرت ایوارڈ یافتہ
ادب سرائے۔ ساہیوال

مرتضیٰ اشعر کی نعت نگاری

حدیثِ نبوی ﷺ ہے۔

انس بن مالکؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی تم میں سے مومن نہیں ہوتا جب تک اس کو میری محبّت اولاد، ماں باپ اور سب لوگوں سے زیادہ نہ ہو۔ (صحیح بخاری و مسلم)

عشقِ رسول اللہ ﷺ اور حبِ نبی ﷺ کسی بھی مسلمان کے ایمان کی تکمیل کے لئے از حد ضروری ہے اور اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ عشقِ رسول ﷺ آخرت میں بخشش کا ذریعہ ہے۔ نعت وہ صنفِ سخن ہے جس میں شاعر عشقِ رسول ﷺ میں ڈوب کر توصیفِ نبی ﷺ بیان کرتا ہے۔ لغوی اعتبار سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ نعت عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی حضور نبی کریم ﷺ کی تعریف اور شان بیان کرنے کے ہیں۔ اسی طرح نور اللغات میں نعت کے معنی یوں بیان کئے گئے ہیں۔

یہ لفظ بامعنی مطلق وصف ہے، لیکن اس کا استعمال آنحضرت ﷺ کی ستائش اور ثناً کے لئے مخصوص ہے۔

نعت ایک قدیم صنفِ سخن ہے، جس کے لئے کوئی مستقل ہیئت مخصوص نہیں ہے۔ مختلف ادوار میں مختلف ہیئتوں میں نعتیں لکھی گئی ہیں۔ تاریخی اعتبار سے دیکھا جائے تو نعت عربی سے فارسی میں منتقل ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ اردو میں نعت گوئی کا سلسلہ عربی اور فارسی زبان سے ہمکنار ہوتا دِکھائی دیتا ہے۔ اردو کے ابتدائی دور میں خواجہ بندہ نواز گیسو دراز، فخر الدین نظامی، سید برہان الدین شاہ، شیخ صدر الدین، شاہ میراں جی، شیخ

بہاؤالدین باجن کے صوفیانہ کلام میں نعت کے عمدہ نمونے ملتے ہیں۔اسی طرح ولی دکنی اور کرامت علی شہیدی کے دور میں نعت کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔ 1857ء کے بعد نعت کے حوالے سے مولانا الطاف حسین حالی اور مولانا شبلی نعمانی نے کام کیا۔ بعد ازاں نظم طباطبائی، مولانا احمد رضا خان بریلوی، بیدم وارثی، مولانا محمد علی جوہر، بہزاد لکھنوی، محسن کاکوروی اور ماہر القادری جیسے اہم نعت گو شعراُ کرام سامنے آئے۔

اردو وہ خوش قسمت زبان ہے جس میں کاروانِ نعت ہر دور اور ہر زمان میں رواں دواں رہا ہے۔عصرِ رواں کے نمایاں شاعروں میں ایک اہم نام جناب مرتضٰی اشعؔر کا ہے۔ مرتضٰی اشعؔر وہ خوش قسمت سخن ور ہیں جو ملتان میں حمد و نعت کے حوالے سے کام کر رہے ہیں۔ ''الف۔اللہ''، ''م۔محمد ﷺ'' اور ''س۔سلام'' مرتضٰی اشعؔر کے وہ تدوینی شاہکار ہیں جو ملتان اور پورے پاکستان میں حمد و نعت کی تفہیم اور تحقیق میں حوالہ جاتی ماخذات کے طور پر بہت اہمیت کے حامل ہیں۔مرتضٰی اشعؔر وہ خوش بخت شاعر ہیں جن کی نعتیہ شاعری اپنے باطن میں عقیدتوں کے سمندر سموئے ہوئے ہے۔ان کا نعتیہ کلام عشقِ رسول ﷺ کا ایک ایسا استعارہ بن کر ہمارے سامنے آتا ہے جو ہمیں اپنے دل کی آواز محسوس ہوتا ہے۔اس ضمن میں ان کے چند اشعار ملاحظہ کیجئے۔

جس شخص نے کی آپؐ سے وابستگی قبول
ہونے لگی پھر اس کی ہر اِک ان کہی قبول

عشقِ رسولِ پاکؐ کا ہے فیض مرتضٰؔی
جو ہو رہی ہیں ساری دعائیں مری قبول

نعت نگاری کے لئے سب سے اہم عشقِ رسول اللہ ﷺ کا جذبہ ہے کیونکہ یہی جذبۂ صادق عشقِ حقیقی تک رسائی کا باعث بنتا ہے۔مرتضٰی اشعؔر کی نعتیہ شاعری عشقِ رسول ﷺ سے لبریز ہے۔ان کا حرف حرف عقیدتوں اور محبّتوں کے لامتناہی سلسلوں سے

منسلک ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس ہر زمانے کے لئے باعثِ رحمت ہے اور مرتضٰی اشعرؔ نے اپنے نعتیہ کلام میں آپ ﷺ کی رحمتوں کا ایک تسلسل سے ذکر کیا ہے۔ مرتضٰی اشعرؔ وہ خوش بخت شاعر ہے جنہیں اپنے گھر میں مذہبی ماحول میسر آیا۔ ان کے والد گرامی قدر ایک صوفی بزرگ تھے لہٰذا ان کے گھر میں درود و سلام کی محافل منعقد ہوتی رہتی تھیں۔ ایسے پاکیزہ ماحول میں انہیں نعتِ رسولِ مقبول ﷺ کہنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ مرتضٰی اشعرؔ ایک سچے عاشقِ رسول ﷺ ہیں لہٰذا ان کی نعتیہ شاعری میں عشق و محبّت اور عقیدت و مودّت کے جذبات نمایاں نظر آتے ہیں۔

ان کے چند نعتیہ اشعار جن سے ان کی جذباتی عقیدتوں کے گوہر، لب و لہجے کے فطری پن کا ثبوت فراہم کرتے ہیں ملاحظہ ہوں۔

وہ جس کا سایہ ازل سے نشانِ رحمت ہے
مدارِ جاں پہ وہی سائبانِ رحمت ہے

حضورؐ آپ کی سیرت تلاوتِ قرآن
حضورؐ آپ کا اسوہ جہانِ رحمت ہے

لبوں کا ورد ہے سرکارِ رحمتِ عالم
وہ نخلِ عشق کا امکاں، جہانِ رحمت ہے

سرور و کیف ملا نعت سے مجھے اشعرؔ
مرا یقین ہے وہ جان، جانِ رحمت ہے

جگہ مل جائے مدفن کی مدینے میں
لکھی ہو کاش میری بھی مدینے میں

مدینے کے مناظر کو بیاں کیسے کروں میں
مری آنکھیں وہاں کی دھول ہونا چاہتی ہیں

مرتضیٰ اشعرؔ چونکہ غزل کے پختہ کار شاعر ہیں للہٰذا انہوں نے زیادہ تر نعتیں غزلیہ ہیئت میں کہی ہیں۔ ویسے بھی غزل وہ سدا بہار صنفِ سخن ہے جس میں ہر طرح کے موضوعات بیان کیۓ جاسکتے ہیں، لہٰذا مرتضیٰ اشعرؔ نے اپنی نعت نگاری میں غزل کی ہیئت کو اپنے اظہار و بیان کا وسیلہ بنا کر نہایت ایمان افروز نعتیں کہی ہیں۔ مرتضیٰ اشعرؔ کی نعتیہ شاعری کی ایک انفرادیت یہ بھی کہ انہوں نے نعت نبی کریم ﷺ سے مانگنے کا وسیلہ بنایا ہے یہی وجہ ہے کہ نعت گوئی میں ان کا اندازِ بیان عاجزانہ ہے۔ وہ آپ ﷺ کی بارگاہ سے شفاعت کے طلبگار ہیں۔

میں کہاں جاؤں تیرے در کے سوا
ہے کہیں کیا اماں؟ اِدھر کے سوا

تیری چاہت ہے میرا سرمایہ
ورنہ دنیا میں کیا ہے شر کے سوا

چاہیے اور کیا ؟ بھلا مجھ کو
میرے آقاؐ کی اِک نظر کے سوا

حشر کا مجھ کو نہیں ہے خوف کوئی مرتضیٰؔ
میں اٹھوں گا شافع روزِ جزا کے سامنے

مرتضیٰ اشعرؔ کی نعتیہ شاعری میں متنوع بحور کا استعمال کثرت سے ملتا ہے۔ فکری، فنی اور اسلوبیاتی حوالے سے دیکھا جاۓ تو ان نعتوں کا تشبیہاتی اور استعاراتی نظام بہت منفرد ہے اس کے ساتھ ساتھ ان کا جذبۂ ایمانی بھی ان کی برابر رہنمائی کر رہا

ہے۔ مرتضیٰ اشعرؔ نے اپنے نعتیہ کلام میں اپنے دل کے سچے جذبوں کو تاب دار موتیوں کی صورت میں پرویا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے لفظ لفظ سے عقیدت جھلملاتی ہوئی نظر آتی ہے۔

آقاؐ کی محبت ہی مرے پیشِ نظر ہو
درپیش مجھے جب بھی مدینے کا سفر ہو

وہ کیفِ حضوری ہو مجھے طوفِ نظر کا
اپنا ہی پتہ ہو، نہ کسی کی بھی خبر ہو

روشن ہے کائنات فقط اُسؐ کی ذات سے
وہ نور ہے اُسی کا جو شمس و قمر میں ہے

لفظ لکھوں جو بھی، ہو وہ نعت کا صلی علیٰ
تذکرہ ہو آپؐ کی ہی ذات کا صلی علیٰ

کرتے ہیں ترے اسم کا سارے ہی وظیفہ
اشعرؔ وہ فرشتے ہوں کوئی جن کہ بشر ہو

حضور ﷺ کے اسوۂ حسنہ اور سیرتِ مقدسہ کے بیان سے مرتضیٰ اشعرؔ کا نعتیہ کلام اور زیادہ اہم اور معتبر ہو جاتا ہے۔ مرتضیٰ اشعرؔ کا سلسلۂ نسب القریش خاندان سے ہے اس لئے انہیں سرزمینِ حجاز سے بھی ایک خاص نسبت ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ سرزمینِ عرب میں بسر ہوئی لہٰذا مرتضیٰ اشعرؔ کے نعتیہ اشعار میں سرزمینِ حجاز کی خوشبو بھی بخوبی محسوس کی جا سکتی ہے۔

ایسا سبب بنے کہ مدینے میں جا بسوں
ہو جائے کاش میری تمنا دلی قبول

ملے گا اذن دربارِ رسالت سے مجھے اشعرؔ
مدینے کے مسافر پہ شۂ بطحا کا احساں ہے

پرتوِ اجمالِ احمدؐ کے سبب ہے یہ بہار
طیبہ میں رہ دیکھئے صبح و مسا کی روشنی

ماہیا ایک پنجابی صنفِ سخن ہے جس میں پنجاب کے ماحول اور کلچر کی خوشبو بسی ہوئی ہے۔ مرتضٰی اشعرؔ نے نعتیہ ماہیے بھی کہے ہیں جن میں عقیدت اور مدینے میں حاضری کی تمنا فزوں تر نظر آتی ہے۔

آثار بتاتے ہیں
دل مرا کہتا ہے
سرکار بلاتے ہیں

نعتوں کا اُجالا ہے
عشقِ محمد ﷺ تو
بخشش کا حوالہ ہے

مرتضٰی اشعرؔ کی نعتیہ شاعری اس وصف سے مالا مال ہے کہ ان کے ہاں روایت اور جدت کا حسین امتزاج ملتا ہے۔ ان کا نعتیہ کلام ایک عاشقِ رسول ﷺ کے ایمان و عشق کا معتبر ترین حوالہ ہے۔ ان کا نعتیہ مجموعۂ کلام ایک روح پرور اور عقیدت افروز اظہاریہ ہے جو انشاءاللہ ان کی نجات کا وسیلہ بنے گا۔

ڈاکٹر شفیق آصف

شعبۂ اردو

یونیورسٹی آف میانوالی

عقیدت ومحبّت کی شاعری

حضور ﷺ کی نعت کہنا مشکل بھی ہے اور آسان بھی۔ محض شاعری کی زبان میں سرورِ کائنات ﷺ کی توصیف بیان کرنا بہت آسان ہے لیکن اس کے پورے لوازم اور شرائط سے عہدہ برآ ہونا مشکل ہے لیکن اگر اس روشنی میں برادرم مرتضیٰ اشعرؔ کی نعتیہ شاعری کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس میں حقیقی عشقِ رسول ﷺ کی روح کارفرما ہے۔ مرتضیٰ اشعرؔ سے میرا باقاعدہ رابطہ خط وکتابت کے ذریعے 1998ء میں ہوا۔ جب میں حبیبی یارسول اللہ، کے نام سے ایک نعتیہ انتخاب ترتیب دے رہا تھا۔ 304 صفحات پر مشتمل اس نعتیہ انتخاب میں دنیا کی گیارہ زبانوں میں نعتیں شامل ہیں جس کے لئے میں نے ہندوستان و پاکستان کے 250 شعراؑ سے خطوط کے ذریعے نعتیں منگوائیں۔ مرتضیٰ اشعرؔ نے مجھے اس وقت ملتان کے تقریباً دس شعراؑ کی نعتیں یارسول اللہ کی ردیف میں مہیا کر کے ارسال کیں۔ تب سے اب تک یہ رابطہ بحال ہے، دوسال قبل بھی ملتان کے کل پاکستان نعتیہ مشاعرے میں میری ان سے ملاقات ہوئی۔ مرتضیٰ اشعرؔ کی نعتیہ شاعری عشقِ رسول ﷺ سے لبریز ہے ویسے تو موصوف کی ساری نعتیہ شاعری سادگی اور سہلِ ممتنع کا منہ بولتا ثبوت ہے مگر کہیں کہیں شعر کی چست بندش ردیف قوافی کا چناؤ اور مشکل مضامین کو بہت آسانی کے ساتھ اشعار کے سانچے میں ڈھالنا مرتضیٰ اشعرؔ کے پختہ کار شاعر ہونے کا بین ثبوت ہے مجھے ان کے اس شعر نے بہت متاثر کیا۔

اسے لینے پھر آنا چاہتا ہوں
کہیں دل رہ گیا میرا مدینے میں

یا پھر عشقِ رسول ﷺ سے لبریز یہ شعر دیکھئے۔

اوجِ صدق و صفا سیّدی مصطفیٰ

سرورِ انبیاً سیّدی مصطفیٰ

سرورِ کائنات ﷺ کے عشق میں جو بھی مبتلا ہو جاتا ہے اس کا دل و دماغ ہر دم ایسے ہی تصورات میں مگن رہتا ہے۔ مرتضیٰ اشعرؔ کی اس نعت میں دیکھئے۔ عقیدت و محبّت کے ساتھ ساتھ ردیف اور قوافی کو کتنی مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہیں۔

جس شخص نے کی آپ سے وابستگی قبول

ہونے لگی پھر اُس کی ہر اِک ان کہی قبول

حاضریٔ مدینہ کے حوالے سے ان کی اک اور نعت کا شعر دیکھئے۔

آقاؐ کی محبّت ہی مرے پیشِ نظر ہو

درپیش مجھے جب بھی مدینے کا سفر ہو

مرتضیٰ اشعرؔ کے تازہ نعتیہ مجموعے ''مدارِ فکر'' میں آپ کو ایسے ہی اور اس سے کہیں زیادہ محبّت اور عشقِ رسول ﷺ میں ڈوبے ہوئے اشعار جا بجا چمکتے دمکتے نظر آئیں گے۔ میں دعا گو ہوں اللہ پاک مرتضیٰ اشعرؔ کو حمدیہ اور نعتیہ شاعری میں مزید استقامت عطا فرمائے۔ آمین

عزیز الدین خاکی۔ کراچی

مرتضیٰ اشعرؔ کی نعتیہ شاعری

مرتضیٰ اشعرؔ صاحب کا شعری سفر میرے سامنے ہے۔اس سے قبل بھی مرتضیٰ اشعرؔ کی بہت سی کتابیں منظرِ عام پر آچکی ہیں جن کی اہلِ دانش میں خاطر خواہ پذیرائی ہوئی اوراب ان کے مجموعۂ نعت کا مسودہ میرے سامنے ہے۔۔مرتضیٰ اشعرؔ نے سبھی اصنافِ سخن میں طبع آزمائی کی ہے۔غزل اور نظم پر ان کی بھرپور توجہ رہی ،ہائیکو اور ماہیے میں بھی طبع آزمائی کی۔

مرتضیٰ اشعرؔ کا شعری اسلوب سب سے مختلف اور منفرد رہا ہے،ان کی شاعری میں جدیدیت کا عنصر واضح طور پر دکھائی دیتا ہے خواہ وہ نعت ہو،غزل ہو یا نظم ہو یا کوئی دیگر صنف۔

میں تو ملتان میں بیٹھا ہوا ہوں
نگاہوں میں مدینہ آرہا ہے

اُسے لینے پھر آنا چاہتا ہوں میں
کہیں دل رہ گیا میرا مدینے میں

مرتضیٰ اشعرؔ کی نعت گوئی کے حوالے سے بات کی جائے تو یہ بات اعتماد کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ مرتضیٰ اشعرؔ نعت گوئی کے آداب سے پوری طرح آگاہ ہیں اور مرتضیٰ اشعرؔ نے نعت میں غزل کا بے باکانہ لہجہ نہیں آنے دیا اوران کی نعتیہ شاعری پڑھتے ہوئے یہ احساس ہوتا ہے کہ مرتضیٰ اشعرؔ نے سیرت سرکار ﷺ کا مطالعہ کیا ہوا ہے۔

حضورؐ آپ کی سیرت تلاوتِ قرآن
حضورؐ آپ کا اسوہ جہانِ رحمت ہے

مرتضیٰ اشعرؔ نے اپنی نعتیہ شاعری میں کوئی ایسا مضمون نہیں لیا جس سے کوئی اختلافی بات ہو۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ مرتضیٰ اشعرؔ کے والد ایک دینی اور مذہبی شخصیت تھے، اور یقیناً ان کا فیض روحانی آج بھی جاری وساری ہے۔ مرتضیٰ اشعرؔ نعتیہ طرحی مشاعروں میں شریک ہو کر اپنا طرحی کلام پیش کرتے رہتے ہیں۔ مرتضیٰ اشعرؔ نے سیرت سرکارؐ کے حوالے سے بے شمار اشعار کہے ہیں، مرتضیٰ اشعرؔ اپنے ہم عصر شعرائیں نمایاں مقام رکھتے ہیں۔

مرتضیٰ اشعرؔ کی نعتیہ شاعری کا یہ حسن ہے کہ وہ بارگاہِ رسالت میں فریاد بھی بہ انداز نعت کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔

آپؐ سے اتنی گذارش ہے ہماری مرتضیٰؔ
ختم ہو یہ سلسلہ آفات کا صلِ علی

مجھے یقین ہے کہ مرتضیٰ اشعر کا گلدستۂ نعت بارگاہ رسالت میں شرفِ قبولیت سے سرفراز ہوگا اور ان کا یہ نعتیہ سفر اسی آب وتاب کے ساتھ جاری وساری رہے گا اور ہم ان کی نعتیہ شاعری پڑھتے رہیں گے۔ یقیناً مرتضیٰ اشعرؔ کا یہ مجموعہ، اردو نعت میں ایک اہم اضافہ تصور ہوگا۔

رہبرؔ صمدانی

کیفیت وجدان اور شعر اشعؔر

شاعری جب تک فکر کی خارزار وادیوں میں محوِ سفر رہتی ہے تب تک شعر آبلہ پائی کی تکلیفوں اور صعوبتوں سے دوچار رہتا ہے۔ وہ معنوی توانائیوں سے کتنا ہی مضبوط ہو پھر بھی اکثر جگہ تلازماتی وطلسماتی ضعف شعر کو تھکا جاتا ہے اور بسا اوقات شعر بہت سے ایسے راستوں کا انتخاب کر بیٹھتا ہے جو منزلِ صواب سے کٹے ہوتے ہیں کیونکہ فکری قوتوں کے ساتھ خطا کے انسلاک کا تحقق مناطقہ و متکلمین کے ہاں ایک تسلیم شدہ امر ہے۔۔۔۔ اور اگر شعر کا سفر قلبی واردات سے مربوط ہو جائے اور وجدانی کیفیات شعر کی روح بن جائیں تو توفیق الٰہی شعر کے سفر کی رہنما بن جاتی ہے۔

مدارِ فکر ہے تو مرکزِ خیال تیری ذات
کمالِ خلق کا عروجِ بے مثال تیری ذات

کشف معانی و مفاہیم کی دنیائیں شعر کی چشمِ لطافت کے نظاروں کا حصہ بن جاتی ہیں۔ ایسی کیفیت میں ڈوبا ہوا شعر اپنے قاری کو ان مشاہداتی منطقوں کی طرف لے جاتا ہے جہاں فکر کا پہنچنا ناممکن ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔۔۔ مرتضیٰ اشعؔر کی شاعری باطنی کیفیات سے جڑی ہوئی ہے جہاں اس کا ہادی و موصل عشقِ رسالت مآب علیہ السّلام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مرتضیٰ اشعؔر کی شاعری جذبے کی صداقت، سوز وگداز، احساس ومشاہدہ کے اجزائے خُلقی کے ساتھ ساتھ لفظوں کی نفاست، تراکیب کی لطافت، مضامین کی انفرادیت اور وفورِ نطق کے اجزائے خلقی کا ایک الہامی نقشہ پیش کرتی ہے۔

تخلیق کا وجود جہاں تک نظر میں ہے
جو کچھ بھی ہے وہ حلقۂ خیرالبشر میں ہے

بن جائے گی وسیلہ یہ میری نجات کا
شامل جو نعت آپؐ کی میرے ہنر میں ہے

جب سے مدینے جانے کی دل میں کسک ہوئی
تب سے یہ میری سوچ مسلسل سفر میں ہے

اللہ کریم عزوجل نے مرتضیٰ اشعرؔ کو جن توفیقات واستعدادات سے نوازا ہے وہ قابلِ رشک اور لائق ستائش ہیں۔

درود اُنؐ پر جو انتخاب اور پسند رب کی
سلام اُنؐ پر جو آرزو عام و خاص سب کی

درود اُنؐ پر کہ جن کا سایہ نہیں کوئی بھی
سلام اُنؐ پر کہ اُنؐ سا آیا نہیں کوئی بھی

....

رہتی ہے ہمہ وقت مرے ساتھ یہ تسبیح
سانسوں میں پرویا ہے تجھے ورد بنا کے

میں دل کی تمام وسعتوں کو سمیٹے ہوئے جذبۂ دعا کے ساتھ مرتضیٰ اشعرؔ کے اس صحیفۂ مدحت کا خیر مقدم کرتا ہوں اور دعا گو ہوں رب کریم ان کے دل میں خاتم النبین حضرت محمد ﷺ کی محبّت کو مزید راسخ کرے تا کہ مرتضیٰ اشعرؔ سرکارِ دو عالم ﷺ کی مدحت کے وصف کی بدولت اپنی نعتیہ شاعری کو فروغ دے سکیں۔

سید مقصود علی شاہ

برمنگھم۔انگلینڈ

مرتضیٰ اشعرؔ کی سعادت نعت

سید المرسلین ، رحمت اللعالمین ، خاتم النبین حضرت محمد ﷺ سے محبت ایمان کا جزو ہے۔ سرکار ﷺ کی مدحت خود اللہ سبحان تعالیٰ نے فرمائی اور درود بھیجا۔ فرشتے بھی انؑ کی توصیف میں دن رات مشغول ہیں۔ نعت کا سب سے بہتر مفہوم صوری اور معنوی صفات کا بیان کرنا ہے۔ گو نعت نظم و نثر دونوں اصناف میں کہی جاتی ہے مگر یہ مدحِ رسول کا اولین ذریعۂ اظہار ہے۔ صحابہ کرامؓ کی کثیر تعداد نے بھی حضور پاکؐ کی مدح میں نعت گوئی کی ہے۔ جن میں حسان بن ثابتؓ اور حضرت کعب بن زہیرؓ اپنے دور کے نامور شعراٗ تھے۔ قصیدہ بردہ شریف نے بوسیری کو شہرتِ دوام بخشی، جس پر حضور ﷺ نے بوسیری کو اپنی چادر مبارک بھی عطا کی۔

اردو شعراٗ میں امیر مینائی اور محسن کاکوروی کے نعتیہ اشعار نے مقبولیت حاصل کی۔ مقالات سرسید میں سرسید احمد خان نے حضرت سلیمانؑ کی نعت کا بھی ذکر کیا جو پڑھنے کے لائق ہے۔

نعت گوئی کے لئے ایک مومن کے دل میں ایمان و یقین اور عشقِ نبی ﷺ کی حرارت کا ہونا لازم ہے۔ اور یہ بھی سچ ہے کہ اس کے لئے تائیدِ ایزدی لازم ہے۔ قرآن مجید میں یاایھاالمزمل جیسی آیات میں بھی نعت کی جھلک پائی جاتی ہے۔

مرتضےٰ اشعرؔ نے بھی نعت گوئی کی سعادت حاصل کی ہے۔ یہ مجموعۂ نعت ان کی زندگی کا خزینہ ثابت ہوگا۔ اس سے قبل بھی وہ (م۔محمدؐ) کے نام سے ملتان کی نعتیہ تاریخ مرتب کر چکے ہیں۔ مرتضےٰ اشعرؔ کی نعتیہ شاعری میں ہادیٔ برحقؐ سے محبت اور جذبات کی صداقت دکھائی دیتی ہے۔ حضور پاک ﷺ کے کرم بے حساب سے اللہ رب العزت نے

مرتضیٰ اشعرؔ کو نعت کی سعادت عطا فرمائی۔ ان کے لب ولہجہ میں عشقِ نبی ﷺ کی جھلک اور روضۂ مبارک پر حاضری کی طلب جگہ جگہ بصد خلوص پائی جاتی ہے۔ ان کے انداز میں تڑپ کی بجائے سکون دکھائی دیتا ہے۔

ذہن سے دل تک اتر آئی ثنا کی روشنی
کرلیا مشغول خود کو جب سے انکےؐ ذکر میں

نعت کہنا جان جوکھوں کا کام ہے۔ ذرا سی بے احتیاطی آپ کو آسمان سے زمین پر لے آتی ہے مگر مرتضیٰ اشعرؔ نے اپنے اشعار میں کمال احتیاط کا مظاہرہ کیا ہے۔

محوِ پرواز ہے پھر تخیّل مرا
پھر سے بڑھنے لگی دل کی رفتار تک

جدید پیرائے میں اظہارِ عشق مرتضیٰ اشعرؔ کی نعت کا خصوصی انداز ہے۔ ایسا انداز کم کم دکھائی دیتا ہے۔

ہو افطاری مری ملتان میں آقا ﷺ
یہ خواہش ہے کروں سحری مدینے میں

مرتضیٰ اشعرؔ یقیناً اتنے اچھے مجموعۂ نعت کو منظرِ عام پر لانے پر مبارک کے مستحق ہیں۔ سیدۃ النساءٔ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس شعر کے ساتھ مرتضیٰ اشعرؔ کی کامیابیوں کے لئے دعا گو ہوں۔

ترجمہ۔۔۔۔جس نے ایک مرتبہ بھی خاک پائے احمد مجتبیٰ ﷺ سونگھ لی، تعجّب کیا ہے اگر وہ ساری عمر کوئی اور خوشبو نہ سونگھے۔

کرنل سید مقبول حسین
(ستارہ امتیاز)
حرف اکادمی۔ راولپنڈی پاکستان

مرتضیٰ اشعؔر سامانِ سفر کا شاعر

مرتضیٰ اشعؔر کا نعتیہ کلام آنکھوں اور دلوں سے معاملہ کرتا محسوس ہوتا ہے۔ کسی پکار پر ہمہ تن گوش شاعر سامانِ سفر جمع کرتا ہوا یا کسی منزل کی طرف سرگرداں دکھائی دیتا ہے۔ دل میں اگر سچا عشق نہ ہو تو شعر کی ایسی وارداتیں درِ دل پر زیادہ دستکیں نہیں دیا کرتیں۔ یہ مرتضیٰ اشعؔر کی فطرت میں شامل نہیں ایسے اسباب کے ساتھ آسائش کی منازل میں رہے جن سے طبیعت و مزاج کو الفت و محبّت ہو۔

مرتضیٰ اشعؔر کے اشعار روحِ نفس اور جسم کی صفات سے متّصف ہیں۔ عشق میں سفر کرنا اور ایک مقام پر پہنچ کر یہ کہنا کہ

ترے در کی ہم کو گدائی ملی ہے
زمانے کے غم سے رہائی ملی ہے

انہیں بھی کبھی اذن ہو حاضری کا
جنہیں ہجر یا پھر جدائی ملی ہے

مرتضیٰ اشعؔر کے کلام میں فراق و وصال کا عجیب امتزاج موجود ہے اس کے لئے وصل کی سرخوشی کو حاصل کرلینا معنی رکھتا ہے اور فراق میں چلے جانا حکم ہے

نہ جانے کیسے میں خود تو چلا آیا
یہ آنکھیں رہ گئیں میری مدینے میں

ہجر اور وصال میں بٹا ہوا ہونے کی کیفیت اُسے ہمہ وقت متحرک رکھتی ہے۔

مرتضیٰ اشعؔر ایک منجھا ہوا کہنہ مشق شاعر ہے اور اظہار پر قدرت رکھتا ہے۔ نعت

گوئی کے ساتھ ساتھ دیگر شعری اصناف، جن میں حمد و مناقب، غزل، نظم، ماہیے اور ہائیکو اس کی راہواری، تیزی اور قوت کے مظہر ہیں۔ اس کا کلام اس بات کا شاہد ہے کہ اس نے اپنے باطن کی آبادکاری میں عمر ضائع نہیں کی بلکہ وہ سفرِ عشق میں حسین بن منصور کی طرح فنا کی منازل کا طالب ہے۔

نگاہیں اِک تحیّر سے جمی ہیں سنگِ در پر
مجھے معلوم ہے مبذول ہونا چاہتی ہیں

مرتضٰی اشعر کے عشق کی سچائی اس معلوم میں مخفی و مضمر ہے اور اس کا دل اِسی مشاہدے میں زندہ رہنے پر مصر نظر آتا ہے۔

جمشید مسرور

ناروے

اظہارِ تشکر

باعثِ وجہِ وجودِ کائنات، فخرِ موجودات، ہادیٔ کون و مکاں، سرورِ دو جہاں ﷺ کی ذاتِ والا صفات کی مدح سرائی میں لب کشائی مجھ ایسے حقیر پُر تقصیر کے بس کی بات کہاں؟ جبکہ جس ذاتِ باصفات کی توصیف و مدحت خود خالق و کبریا جل شانہ نے آسمانوں پر درودوں کے زمزموں سے فرمائی ہو۔ البتہ یہاں مجھ جیسے گنہگار میں ایک احساسِ تفاخر ضرور جاگتا ہے کہ جس ذات کریم ﷺ کی مدح خود رب تعالیٰ جل شانہ کر رہا ہو اُس ذات کی بارگاہ میں حروفِ ثنا پیش کرنے کا اعزاز و سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ روزِ ازل سے ہر زمان و ہر مکان میں سرکارِ رحمتِ عالم ﷺ کی مدح سرائی ہوتی چلی آرہی ہے اور تا ابد یہ سلسلہ یونہی جاری و ساری رہے گا۔ میں نے بھی اپنی شاعری کے آغاز سے ہی نعت کہنے کی کوشش کی اور اس کے لوازمات کو جاننے کی ضرورت پر توجہ مرکوز رکھی۔ میں اِسے اپنی خوش نصیبی تصور کرتا ہوں کہ کچھ گھر سے بھی اس قسم کا ماحول میسر آیا اور پھر اپنے سینئرز، کچھ اساتذہ کرام کی صحبت نے بھی اس ذوق کو جلا بخشی۔ حضرت ممتاز العیشیؒ، مذاق العیشیؒ، ڈاکٹر عاصی کرنالیؒ، حزیں صدیقیؒ اور تابش صمدانیؒ جیسی نابغۂ روزگار ہستیوں کے ساتھ نعتیہ مشاعرے پڑھنے کے مواقع زیست نے فراہم کیے اور یوں میرے جذبۂ شوق، حروفِ عجز و عشق کو زبان عطا ہوئی۔ دل کے دالان میں گنبدِ سبز کے عکسِ مبیں سے اترتے جھرنوں نے دلکش و دلآویز تخیّل کے طلسماتی بیانیوں کو اظہار کی لطافتوں سے ہم آہنگ کیا۔ تاہم اس ضمن میں یہ بھی ضرور کہوں گا کہ یہ سلسلہ عطا کا اور یہ معاملہ کرم فرمائی و عنایات کا ہے اور اس میں شعوری کاوش اور اس کی کارفرمائی کا عمل دخل میری سوچ کی گیرائی سے بالا تر ہے۔ مجھے اس سلسلے میں ہنوز اپنی کم مائیگی، کم علمی و کم فہمی کا پورا ادراک ہے۔ یہ میرا ایقان

ہے کہ نعت گوئی کی اساس اگر خلوص و جذبۂ صادق پر مبنی ہو تو یہ عین عبادت ہے۔

مل گئی جب گلی مدینے کی
آرزو بڑھ گئی ہے جینے کی

میرے اپنے خیال میں اشعرؔ
نعت کہنا بھی ہے بڑی نیکی

میں جہاں اُس ذاتِ باصفات ﷺ کا احسان مند ہوں جس نے میرے حروفِ عقیدت کو اپنی ثناء کے گوہر عطا کئے وہاں اپنے اُن دوستوں کے تذکرے کو بھی ضروری سمجھتا ہوں جنہوں نے اپنے مقال و فکر سے میرے نعتیہ کلام میں خوبصورتیوں اور فنی محاسن کو اجاگر کرنے میں اہم کردار ادا کیا اور مجھے حوصلہ و تقویت بخشی جس کی بنا پر مدارِ فکر کی تدوین کی صورت بنی۔

میں پروفیسر سید ریاض حسین زیدی (ساہیوال)، پروفیسر ڈاکٹر شفیق آصف (سرگودھا)، سید صبیح رحمانی (کراچی)، اشفاق احمد غوری (ملتان)، وسیم ممتاز (ملتان)، عزیز الدین خاکی (کراچی)، رہبر صمدانی (ملتان)، سید مقصود علی شاہ (انگلینڈ)، سیدہ معصومہ شیرازی (کراچی)، ڈاکٹر اسلم بدر (انڈیا)، کرنل سیّد مقبول حسین (راولپنڈی) اور جمشید مسرور (ناروے) جیسے احباب کی محبّتوں کا مقروض ہوں اور دلی طور پر سپاس گزار بھی کیونکہ یہ ان کا استحقاق ہے۔

مرتضیٰ اشعرؔ

حمد

تیری مدحت تیری حمد بیان کروں میں کب ہے ممکن
میں محدود دماغ کا حامل کب یہ مجھ میں تاب وتواں ہے

تو ہے احد اور میں ہوں کثرتِ خلق کا جز واے میرے خالق
تیری ذات حقیقت ہے اور میری ہستی ایک گماں ہے

حمد

ہر اِک تخلیق کے من کی صدا اللہ الف اللہ
سبق پہلا جو بچپن میں پڑھا اللہ الف اللہ

فنا ہر شے کی بس تیری بقا اللہ الف اللہ
تری جاگیر ہیں ارض و سما اللہ الف اللہ

گرج میں بادلوں کی یہ سُنا اللہ الف اللہ
خموشی میں ستاروں کی ندا اللہ الف اللہ

یہی سبزے پہ شبنم نے لِکھا اللہ الف اللہ
ہر اِک غنچے نے کھلتے ہی کہا اللہ الف اللہ

حمدیہ ھائیکو

وہ ہمارے لہو کو حدّت سے
زندگی کا سراغ دیتا ہے
آسمان و زمین جس کے ہیں

صاحبِ اختیار خالق ہے
میرے پاؤں تلے ہمیشہ سے
جس کی رحمت کا نرم سبزہ ہے

تجھ سے سب زاوئیے دمکتے ہیں
تو ستارہ نواز ہے مولا
میرے اندر بہت اندھیرا ہے

صلی اللہ علیہ وسلم

تخلیق کا وجود جہاں تک نظر میں ہے
جو کچھ بھی ہے وہ حلقۂ خیرالبشر میں ہے

روشن ہے کائنات فقط اُس کی ذات سے
وہ نور ہے اُسی کا جو شمس و قمر میں ہے

اُس نے سکھائے ہیں ہمیں آدابِ بندگی
تہذیب آشنائی یہ اُس کے ثمر میں ہے

چھو کر میں آؤں گنبدِ خضریٰ کے بام و در
یہ ایک خواب ہے جو مری چشمِ تر میں ہے

دربارِ مصطفیٰ ﷺ سے مجھے اذن تو ملے
پرواز کی رسائی مرے بال و پر میں ہے

جب سے مدینے جانے کی دل میں کسک ہوئی
تب سے یہ میری سوچ مسلسل سفر میں ہے

بن جائے گی وسیلہ یہ میری نجات کا
شامل جو نعت آپؐ کی میرے ہُنر میں ہے

فن کو شعورِ نعت ملا جب سے مرتضیٰ
اِک روشنی سی زندگی کی رہگزر میں ہے

ﷺ

آتا ہے جب بھی لفظِ محمدؐ اذان میں
میلاد ہونے لگتا ہے دل کے مکان میں

صورت کی اُنؐ کے سیرت و کردار کی کہیں
ملتی نہیں مثال کسی بھی جہان میں

حضرت حلیمہؓ آپ کی گودی کے لعل سا
دھرتی پہ تھا نہ کوئی کہیں آسمان میں

عشقِ رسولِ ہاشمی ﷺ کی ہے یہ بھی عطا
نعتیں سُنوں تو شہد ٹپکتا ہے کان میں

خواہش ہے مسجدِ نبیؐ میں بیٹھ کر کبھی
لکھتا رہو قصیدے میں آقاؐ کی شان میں

اِک عاشقِ رسولؐ کا بس یہ علاج ہے
ہو ذکر اُنؐ کا جان پھر آتی ہے جان میں

اشعؔر درود اور ثنا کے طفیل ہی
تاثیر آ گئی ہے ہماری زبان میں

صلی اللہ علیہ وسلم

آقا ﷺ کی محبّت ہی مرے پیشِ نظر ہو
درپیش مجھے جب بھی مدینے کا سفر ہو

لگ جائیں مری سوچ کو پر کاش کبھی جو
پرواز مری پہلی ہو احمدؐ کا نگر ہو

وہ کیفِ حضوری ہو مجھے طوفِ نظر کا
اپنا ہی پتہ ہو ، نہ کسی کی بھی خبر ہو

درکار نہیں کچھ بھی مجھے شعر و سخن سے
اِک نعت تری بس مری محنت کا ثمر ہو

کرتے ہیں ترے اسم کا سارے ہی وظیفہ
اشعرؔ وہ فرشتہ ہو، کوئی جن کہ بشر ہو

صلی اللہ علیہ وسلم

لفظ لکھوں جو بھی ، ہو وہ نعت کا صلّی علیٰ
تذکرہ ہو آپؐ کی ہی ذات کا صلّی علیٰ

راستے سارے مدینے کی طرف ہوں گامزن
دن کا ہو یا پھر سفر ہو رات کا صلّی علیٰ

کیا مقامِ مصطفیٰ ہے؟ جانتا ہے بس خدا
علم کس کو آپؐ کے درجات کا صلّی علیٰ

یہ سبھی مخلوق دنیا کی ازل سے آج تک
کھا رہی ہے آپؐ کے صدقات کا صلّی علیٰ

یہ اندھیرے سے جو چاروں سمت ہیں چھائے ہوئے
اِک دریچہ وا ہو امکانات کا صلّی علیٰ

آپؑ سے اتنی گذارش ہے ہماری مرتضیٰ
ختم ہو یہ سلسلہ آفات کا صلّی علیٰ

مستند ہے یوں تو سارے انبیاءؑ کی روشنی
ہے جدا سب سے محمدؐ مصطفےٰ کی روشنی

کیا تعلّق تھا گپھاؤں کا دوامی نور سے
آپؐ کے مرہونِ احساں ہے حرا کی روشنی

مظہرِ نورِ احد کے جلووں کے اثبات کی
معترف ہے آج تک مروہ، صفا کی روشنی

پرتوِ اجمالِ احمدؐ کے سبب ہے یہ بہار
طیبہ میں رہ دیکھئے صبح و مسا کی روشنی

جب بھی وردِ لب ہوا صلّی علی، صلّی علیٰ
ذہن سے دل تک اُتر آئی ثنا کی روشنی

کرلیا مشغول خود کو جب سے اُن کے ذکر میں
زندگی میں ہوگئی جیسے سدا کی روشنی

نعت کہنے کا ارادہ کرلیا تو مرتضیٰ
میرے چاروں اور پھیلی انتہا کی روشنی

صلی اللہ علیہ وسلم

مل گئی جب گلی مدینے کی
آرزو بڑھ گئی ہے جینے کی

جواطیعوالرسول ﷺ میں گزرے
ہے وہی زندگی قرینے کی

نعت کا فیض بھی ملا مجھ کو
یہ نوازش بھی زندگی نے کی

آپ ﷺ ہیں انتہا نبوت کی
اس کی تصدیق ہر نبی نے کی

اب تو ہو جائے اِک نگاہِ کرم
اب تو بجھ جائے آگ سینے کی

ناخدا جس کے آپؐ ہوں آقاؐ
فکر کیا ہو اُسے سفینے کی

میرے اپنے خیال میں اشعرؔ
نعت کہنا بھی ہے بڑی نیکی

صلی اللہ علیہ وسلم

یہ زمیں تیری ، آسمان ترا
اور اس کے جو درمیان ترا

یہ زمان و مکان تیرے ہیں
یہ جہاں تیرا ، وہ جہان ترا

ثبت ہر قرن ، ہر زمانے پر
تجھ سے پہلے بھی تھا نشان ترا

ہم طلب گار تیریٔ رحمت کے
ہم پہ چھت تیریٔ ، سائبان ترا

سارے مشغول ہیں گدائی میں
سنگِ در تیراؔ ، آستان ترا

میں گنہ گار لاکھ ہوں اشعرؔ
پر یہ دل میرا ہے مکان ترا

صلی اللہ علیہ وسلم

رودادِ سفر جس کو سنائی ترے در کی
ہر ایک نے چاہی ہے رسائی ترے در کی

آنکھوں میں بسایا ہے تصور کا سلیقہ
پلکوں پہ کبھی خاک سجائی ترے در کی

کمخواب کی، اطلس کی نہ مخمل کی طلب ہے
اے کاش ملے مجھ کو چٹائی ترے در کی

جاروبِ کشی میرا مقدر ہو وہاں پر
کرتا رہوں دن رات صفائی ترے در کی

دربان ترے در کے بشر ہوں کہ ملائک
کرتے ہیں سبھی مدح سرائی ترے در کی

اعمال مرے کچھ نہیں ، اِک تیری محبّت
حاصل ہے، ذریعہ ہے، کمائی ترے در کی

اِک بار گیا تھا ترے دربار میں اشعؔر
تقدیر نے بخشی تھی گدائی ترے در کی

محمد صلی اللہ علیہ وسلم

مدحت ہو تری کیسے کہ دشوار بیاں ہے
محدود مری سوچ تو محدود زباں ہے

جب سے ہے مرا رابطہ اُس شاہِ اُممؐ سے
پُرنور مرا دل ہے، منور مری جاں ہے

طیبہ میں رہوں موت اُسی شہر میں آئے
بس اِک یہی ارمان مرے دل میں نہاں ہے

ڈھلنے لگے جذبات مرے نعت کی صورت
ہے ذکر ترا اور مرے اشکوں سے رواں ہے

اِک لمحہ مجھے چین نہ تسکین نہ آرام
آقاؐ کی جدائی مجھے کس درجہ گراں ہے

اشعؔر مری نظروں میں ہے دیدار کا عالم
ہر وقت مرے دل میں زیارت کا سماں ہے

صلی اللہ علیہ وسلم

اِک عقیدت کے ساتھ کہتا ہوں
جب بھی میں انؐ کی نعت کہتا ہوں

تذکرے کو ترے عبادت میں
پیروی کو نجات کہتا ہوں

اُن سے پہلے کا جو زمانہ تھا
میں اُسے کالی رات کہتا ہوں

یہ حقیقت ہے اسمِ احمد ﷺ کو
میں حلِ مشکلات کہتا ہوں

جو دیارِ نبی ﷺ میں آئے اُس
موت کو بھی حیات کہتا ہوں

یہ جو ہم تیرےؐ اُمتی ہیں اِسے
تیراؐ احسانِ ذات کہتا ہوں

تیریؐ چاہت کو میں حبیبِ خدا
حاصلِ کائنات کہتا ہوں

مرتضےٰ اپنی نعت گوئی کو
آپؐ کا التفات کہتا ہوں

صلی اللہ علیہ وسلم

رات ڈھلتی رہی ، بات ہوتی رہی
شعر کہتے رہے ، نعت ہوتی رہی

سیرتِ مصطفیٰ ﷺ پر جمی تھی نگہ
اور تخیّل کی بہتات ہوتی رہی

تھے لبوں پر درودوں کے وہ زمزمے
نکہتِ گُل کی برسات ہوتی رہی

عرش پر بزمِ میلاد رکھی گئی
معتبر آپ ﷺ کی ذات ہوتی رہی

جب سے اوڑھا اسیری کے اس شوق کو
زندگی مثلِ میقات ہوتی رہی

مرتضیٰ انؑ کے قدموں میں بیٹھے رہے
صبح سے شام، پھر رات ہوتی رہی

صلی اللہ علیہ وسلم

ہے گزارش میری ذاتِ کبریا کے سامنے
میں ملوں خود کو درِ صلّیِ علیٰ کے سامنے

میں جیوں تو سانس میری اُس نگر کی ہو رہین
میں مروں تو روضۂ خیرالوریٰ کے سامنے

جس نے ظلمت کو اُجالوں کی بشارت بخش دی
اِک دیا روشن رہا سرکش ہوا کے سامنے

جس کو تیرا دامنِ رحمت میسر آگیا
بے خطر آیا وہ ہر برق و بلا کے سامنے

چاہیے اور کیا ؟ بھلا مجھ کو
میرے آقا ﷺ کی اِک نظر کے سوا

مجھ کو ذہنِ رسا عنایت ہو
کشفِ پرواز ، بال و پر کے سوا

اِک ترے اسم کا اُجالا ہو
قلب میں آخرت کے ڈر کے سوا

نعت گوئی ہے مرتضیٰ اعزاز
ہو عقیدت بھی جو ہنر کے سوا

صلی اللہ علیہ وسلم

کچھ بھی ہوں میں بُرا یا بھلا ہے کرم
زندگی پر مری آپؐ کا ہے کرم

وہ سراپا کرم ، وہ سراپا سخا
ظلم سہہ کر بھی جس نے کیا ہے کرم

یہ سرِ گنبدِ خضریٰ کیا ہے گھٹا
ہر طرف بن کے بادل تنا ہے کرم

مشکلوں میں ترا نام جب بھی لیا
میری بگڑی بنی ، ہوگیا ہے کرم

مرتضیٰ آپ ﷺ کی برکتوں کے سبب
ثور ہے محترم اور حرا ہے کرم

صلی اللہ علیہ وسلم

جس شخص نے کی آپؐ سے وابستگی قبول
ہونے لگی پھر اُس کی ہر اِک ان کہی قبول

ایسا سبب بنے کہ مدینے میں جا بسوں
ہو جائے کاش میری تمنا دلی قبول

شہکارِ لم یزل ترے اوصاف بے مثال
سب انبیاءؑ نے کی ہے تری برتری قبول

حصّہ بنے ہیں ہم جو سجائی وسیمؔ نے
آقاؐ درود و نعت کی بارہ دری قبول

کہتا ہوں نعت ایک عبادت سمجھ کے میں
کر لیجئے گا شاہ مری شاعری قبول

عشقِ رسولِ پاکؐ کا ہے فیض مرتضیٰ
جو ہو رہی ہیں ساری دعائیں مری قبول

صلی اللہ علیہ وسلم

اسوۂ کاملہ مرحبا مرحبا
خلد کا راستہ مرحبا مرحبا

رشک جس پر کریں سب کے سب انبیاءؑ
آپ ﷺ کا مرتبہ مرحبا مرحبا

ظلمتِ شب میں انؐ کے قدم سے ہوئی
نور کی ابتدا مرحبا مرحبا

وہ تہی دامنوں پر رہیں ملتفت
وہ سراپا سخا مرحبا مرحبا

جن کے ملبوس پر چاند پیوند کے
وہ شۂ دوسرا مرحبا مرحبا

مجھ پہ تیرا کرم اور لطف و عطا
میرے خیرالوریؐ مرحبا مرحبا

اپنی قسمت پہ اشعرؔ مجھے ناز ہے
اُنؐ کا مدح سرا مرحبا مرحبا

صلی اللہ علیہ وسلم

محمدؐ کے پسینے کی مہک ہے
تخیّل میں مدینے کی مہک ہے

ریاض الجنّۃ کی بیٹھک کے لمحات
ترےؐ منبر کے زینے کی مہک ہے

مرا دل مستقر حبِ نبی ﷺ کا
مری سانسوں میں سینے کی مہک ہے

وہ دسترخوانِ نعمت جو بچھے ہوں
وہاں قہوے کے پینے کی مہک ہے

وہ تیرے شہر میں مرنے کی خواہش
تری مسجد میں جینے کی مہک ہے

عقیق و لعل و نیلم وہ وہاں کے
الگ ہر اِک نگینے کی مہک ہے

سبھی کچھ ذہن دھندلا تو رہا ہے
مگر تازہ ، سفینے کی مہک ہے

بھلائی جا سکی ناں ہم سے اشعرؔ
فضاؤں میں قرینے کی مہک ہے

ﷺ

ہو گی ہلال و بدر کی کیا چاندنی حسیں
ہے بارہویں کے چاند کی جلوہ گری حسیں

ہے دم قدم سے آپؐ کی تابانی کے حضور
شمس و مہ و نجوم کی تابندگی حسیں

میں نعت کے چراغ جلانے میں تھا مگن
ہوتی گئی ہے آپؐ سے وابستگی حسیں

وہ اہتمامِ نعت ہوا خودبخود کہ اب
لگنے لگی ہے مجھ کو مری شاعری حسیں

ہونٹوں پہ جب سے مدحِ شہٖ دیں ہے مرتضیٰ
بگڑی سنور گئی ، ہوئی یہ زندگی حسیں

صلی اللہ علیہ وسلم

مجھے آپؐ سے جو محبّت نہ ہوتی
زمانے میں یوں میری شہرت نہ ہوتی

ثنا خوان ہوں آپؐ کا میرے آقاؐ
وگرنہ مری ایسے عزت نہ ہوتی

ملا ہے یہ سب آپؐ کے واسطے سے
نہ قرآن ہوتا ، تلاوت نہ ہوتی

اگر آپؐ مبعوث ہوتے نہ ہم پر
جہاں میں خدا کی عبادت نہ ہوتی

پجاری تھی دنیا شجر ، پتھروں کی
نہ آتے اگر آپؐ وحدت نہ ہوتی

مرے آپؐ ہیں اور میں آپ کا ہوں
ہوں جب آپؐ کا، کیوں عنایت نہ ہوتی

اگر نعت کہتا نہ صلّی علیٰ میں
تو شاعر نہ ہوتا ، سعادت نہ ہوتی

صلی اللہ علیہ وسلم

اِک بار اُٹھے تھے جو قدم نورِ ہدیٰ کے
رستے ہیں منور ابھی تک غارِ حرا کے

زرخیز ہوا دشتِ جہاں اُنؐ کے کرم سے
احسان ہیں اُمت پہ فقط اُنؐ کی گھٹا کے

ہم بھٹکے ہوئے ذہن کے شاعر ہیں جبھی تو
یہ نعت بھی لکھّی ہے وسیلے سے عطا کے

رہتی ہے ہمہ وقت مرے ساتھ یہ تسبیح
سانسوں میں پرویا ہے تجھے ورد بنا کے

بخشش سبھی کی ہوگی مجھے اتنا یقیں ہے
قرطاس پہ جو پھول کھلاتے ہیں ثنا کے

اُس در سے لگی لو، تو لگا یوں مجھے اشعرؔ
ہیں گنج مرے ہاتھ میں اِس ارض وسما کے

صلی اللہ علیہ وسلم

سفر ہے خواب کا اور باادب ہے

مقابل روضۂ شاہِ عرب ہے

ادا ہوگا نہیں توصیف کا حق

فقط کوشش ہے، چاہت ہے، طلب ہے

مرے لفظوں سے پھوٹی روشنی اور

یہ صفحوں پر اُجالا سا عجب ہے

میں کہتا ہوں نبی ﷺ کی نعت دل سے
یہی دل کی طہارت کا سبب ہے

قوی امکان ہے بخشش کا اشعؔر
درودِ پاک میرے وردِ لب ہے

صلی اللہ علیہ وسلم

باالیقیں مروہ ، صفا پر زندگی ہے آپؐ سے
آج بھی غارِ حرا میں روشنی ہے آپؐ سے

آپؐ سے ہم کو ملا ہے بے نہایت حوصلہ
ہم خطا کاروں کی رشد و رہبری ہے آپؐ سے

ظلمتوں کو آپؐ نے بخشی اُجالوں کی ردا
طاقِ ہستی میں چراغِ سرمدی ہے آپؐ سے

بادشاہت کو ملا ہے آپؐ سے اعلیٰ مقام
سرورِ ہر دو جہاں یہ سروری ہے آپؐ سے

آپؐ کے دم نے کیا آب و ہوا کو بے مثال
شہرِ طیبہ تیرا حسن و دلکشی ہے آپؐ سے

مرتضیٰ اس سلسلے کا اوّل و آخر ہیں آپؐ
کاروانِ انبیاءؑ کا ہر نبی ہے آپؐ سے

صلی اللہ علیہ وسلم

آپؐ سے میری نسبت مرا فخر ہے
آپؐ ہی کی بدولت مرا فخر ہے

ناز ہے آپؐ کا اُمتی ہونے پر
آپؐ سے میری عزت، مرا فخر ہے

ہو تو عشقِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں ہو خاتمہ
اور پھر ہو زیارت مرا فخر ہے

کہہ رہا ہوں تسلسل سے نعتِ نبی ﷺ
آپؐ کی ہے عنایت مرا فخر ہے

دیگر اصنافِ شعر و سخن میرا فن
مرتضیٰ نعت و مدحت مرا فخر ہے

ﷺ

ترے در کی ہم کو گدائی ملی ہے
زمانے کے غم سے رہائی ملی ہے

اُسی واسطے سے مری ہر دعا کو
خدا تک برابر رسائی ملی ہے

اُنہیں بھی کبھی اذن ہو حاضری کا
جنہیں ہجر یا پھر جدائی ملی ہے

اُنہیؐ کا کرم ہے مری زندگی پر
کہ جو چیز چاہی وہ پائی ، ملی ہے

خدا کی عطا سے انہیؐ کی محبّت
مجھے جسم و جاں میں سمائی ملی ہے

عنایت ہے خیرالوریؐ کی یہ اشعر
مجھے اُنؐ کی مدحت سرائی ملی ہے

صلی اللہ علیہ وسلم

کلفتِ جاں میں ترے در کی طرف دیکھتا ہوں
مطمئن ہو کے مقدر کی طرف دیکھتا ہوں

جب بھی اطراف میں چھایا ہو مرے حبس کوئی
چشمِ نم سے ترے پیکر کی طرف دیکھتا ہوں

صحنِ مسجد میں کھڑا ہو کے عقیدت سے میں
گنبدِ خضریٰ کے منظر کی طرف دیکھتا ہوں

میں نے اُس ذات سے امیدِ کرم باندھی ہے
اُسؐ کی رحمت کے سمندر کی طرف دیکھتا ہوں

اُنؐ کی سیرت کو پڑھوں جب بھی کبھی میں اشعرؔ
ایک تبدیلی سی اندر کی طرف دیکھتا ہوں

وفورِ عشق سے لبریز دل کا دردِ دوراں ہے
وہ والی ہے وہ آقاؐ ہے وہ داتا ہے وہ سلطاں ہے

اُنہیؐ کا نام لیوا ہوں فقط اِس اِک حوالے سے
قوی بخشش کا امکاں ہے، مری بخشش کا امکاں ہے

عطا ہو نعت کہنے کا سلیقہ مجھ کو بھی آقاؐ
مضامیں ہیں، تخیّل ہے، تمنائی ہوں عنواں ہے

منور آپؐ کے جلووں سے مہر و ماہ و انجم ہیں
معطّر آپؐ کی خوشبو سے گلشن ہے گُلستاں ہے

کرم کی اِک نظر ہو مجھ پہ میرے شاہِ دو عالم
زمانے کے حوادث سے مرا یہ دل پریشاں ہے

ملے گا اذن دربارِ رسالت سے مجھے اشعؔر
مدینے کے مسافر پر شہِ بطحا کا احساں ہے

صلی اللہ علیہ وسلم

مشکلوں میں پکارا کرم ہی کرم
ہوگیا مجھ پہ آقاؐ کرم ہی کرم

اُنؐ کے دامانِ رحمت میں جو آگیا
کون ہے بے سہارا؟ کرم ہی کرم

اُس پہ رحمت رہے گی خدا کی سدا
جس پہ ہو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم ہی کرم

من کہ مدحت سرا ام سرِ بزمِ نعت
مجھ پہ بھی شاہِ والاؐ کرم ہی کرم

مرتضیٰ وہ سراپا سخا ہی سخا
مرتضیٰ وہ سراپا کرم ہی کرم

نعتیہ ماہیے

جو پیار لگاتے ہیں
ڈوب نہیں سکتے
وہؐ پار لگاتے ہیں

نعتوں کا اُجالا ہے
عشقِ محمد ﷺ تو
بخشش کا حوالہ ہے

آثار بتاتے ہیں
دل مرا کہتا ہے
سرکار ﷺ بُلاتے ہیں

صلی اللہ علیہ وسلم

سیرتِ پاک پر بات کا سلسلہ
ہے سراسر عبادات کا سلسلہ

وردِ صلّی علیٰ کے سبب مجھ پہ ہے
یہ مسلسل عنایات کا سلسلہ

آپؐ کے نور سے مٹ گئیں ظلمتیں
چھٹ گیا ہے سیہ رات کا سلسلہ

ہے میسّر تیقّن کو امروز بھی
مصطفٰی ﷺ کی کرامات کا سلسلہ

صرف اذنِ حضوری کا ہوں منتظر
ہو بھی جائے ملاقات کا سلسلہ

کیوں نہ ہو پیکرِ صبر و شکر و رضا
سیّدی سے ہے سادات کا سلسلہ

شاعری لاکھ وجہٗ تفاخر سہی
حاصلِ زیست ہے نعت کا سلسلہ

خوش نصیبی ہے میری، جڑا آپؐ سے
مرتضیٰ مجھ سے کم ذات کا سلسلہ

صلی اللہ علیہ وسلم

دھوم ہر سمت جشنِ ولادت کی دھوم
آمدِ شمعِ فخرِ رسالت کی دھوم

ہر طرف سلسلۂ درود و سلام
ہر جگہ آپؐ کی شانِ رحمت کی دھوم

اُنؐ کے در سے ہوا رد نہ کوئی سوال
اُنؐ کے دم سے ہے جود و سخاوت کی دھوم

قرن بھی جن کے تھے منتظر ، آگئے
پھیلی ہے ہر طرف اُنؐ کی بعثت کی دھوم

آپؐ نے کر دیئے ختم لات و منات
آپؐ کے دم سے قائم ہے وحدت کی دھوم

ہر طرف ، ہر کہیں ، ہر جگہ مرتضےٰ
ہے اُسیؐ ایک ماہِ ہدایت کی دھوم

صلی اللہ علیہ وسلم

سُن لیا چشمِ تر کی نمی کے سبب
ہوگیا سب عطا اُسؐ غنی کے سبب

آرزو ہے کسے مال و زر کی یہاں؟
سب میسّر ہے عشقِ نبی ﷺ کے سبب

مل رہا ہے مجھے تو طلب سے سوا
کچھ بھی حاجت نہیں ہے سخیؐ کے سبب

رحمتیں ہیں تریؐ رحمتوں کے طفیل
روشنی ہے تریؐ روشنی کے سبب

مجھ کو بھی اذن ہو حاضری کا حضورؐ
آرزوؤں کی خاطر ، سعی کے سبب

خود بہ خود آرہے ہیں مضامینِ نعت
آپؐ سے میری وابستگی کے سبب

اپنی بخشش کا امکاں قوی ہے مجھے
مرتضیٰ مدحتِ سیدؐی کے سبب

صلی اللہ علیہ وسلم

ثناءَ کی پتّیاں جو پھول ہونا چاہتی ہیں
مجھے لگتا ہے یہ مقبول ہونا چاہتی ہیں

مدینے کے مناظر کو بیاں کیسے کروں میں
مری آنکھیں وہاں کی دھول ہونا چاہتی ہیں

نگاہیں اِک تحیّر سے جمی ہیں سنگِ در پر
مجھے معلوم ہے مبذول ہونا چاہتی ہیں

صلی اللہ علیہ وسلم

بلا لے ہم کو بھی اب کے مدینے یا رسول اللہ
رواں ہیں جانبِ یثرب سفینے یا رسول اللہ

منوّر ہو مقدر میرا بھی تیری شفاعت سے
مجھے بھی تو سکھا دے وہ قرینے یا رسول اللہ

میسر آ بھی جائے اب نظارا سبز گنبد کا
کہ دوری اب نہیں دیتی ہے جینے یا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم

حبیبِ کبریاؐ کی بات کرتے ہیں
محمد مصطفیٰ ﷺ کی بات کرتے ہیں

پریشاں ہو زمانے کی صعوبت سے
چلو صلِّی علیٰ کی بات کرتے ہیں

معطّر ہیں فضائیں مشک و عنبر سے
مدینے کی ہوا کی بات کرتے ہیں

ارادہ باندھتے ہیں اُس سفر کا پھر
صفا ، مروہ ، حرا کی بات کرتے ہیں

تصوّر میں ہوئی کن من بھی رِم جھم
مدینے کی گھٹا کی بات کرتے ہیں

عطائے نعت میری خوش نصیبی ہے
وضو کر کے ثناء کی بات کرتے ہیں

رسالت ختم جس اُمی لقب پر اُس
امام الانبیاءؑ کی بات کرتے ہیں

سراسر جو کہ منبع ہے ہدایت کا
اُسی نورِ ہدیٰ ﷺ کی بات کرتے ہیں

طلب کی سوچتے ہیں مرتضٰی اشعرؔ
عطا کی اور سخا کی بات کرتے ہیں

شاہِ اُمم

لکھوں جب شعر میں شاہِ اُمم پر
شۂ کونین کے جاہ و حشم پر
مجھے آتا ہے رشک اپنے قلم پر
ہوں زندہ اُنؐ کے ہی جودو کرم پر

میں مفلس تھا مری جھولی تھی خالی
لیا جب نام تو قسمت بنالی
مثالِ ابر ہے یہ اسمِ عالی
کہ چھا جاتا ہے ہر رنج و الم پر

جہاں میں طالبِ جود و سخا ہوں
حریمِ کبریا سے آشنا ہوں
فقط شاہِ مدینہ کا گدا ہوں
کہ تکیہ مجھ کو قیصؔر پر، نہ جمؔ پر

مرے دل میں ہے الفت کا قرینہ
لگے گا پار میرا بھی سفینہ
بلا لیں گے مجھے شاہِ مدینہ
مجھے ہے فخر اپنی چشمِ نم پر

نگارش آرزو کی بس یہی ہے
نویدِ بخششِ عقبٰی ملی ہے
مری دولت فقط عشقِ نبیؐ ہے
بھروسہ کیوں کروں دام و درم پر

خیالوں میں ہے اب عکسِ پیمبر
مرے جذبات ہیں آئینہ پیکر
بگڑ سکتا نہیں میرا مقدر
زمانہ لاکھ ہو جور و ستم پر

مری خاطر ہو وا آغوشِ رحمت
رہے اشعرؔ زباں پر اُنؐ کی مدحت
مرے سجدوں کو مل جائے یہ عظمت
جبینِ شوق ہو نقشِ قدم پر

صلی اللہ علیہ وسلم

اُسے لینے پھر آنا چاہتا ہوں میں
کہیں دل رہ گیا میرا مدینے میں

صلی اللہ علیہ وسلم

روشنی سے نکھر گئے اطراف
میں نے اِک نام لکھا کاغذ پر

صلی اللہ علیہ وسلم

وہ جس کا سایہ ازل سے نشانِ رحمت ہے
مدارِ جاں پہ وہی سائبانِ رحمت ہے

حضورؐ قحط و وبا کے حصار میں ہیں ہم
حضورؐ آپ کی ہستی زمانِ رحمت ہے

لبوں کا ورد ہے سرکارِ رحمتِ عالم
وہ نخلِ عشق کا امکاں، جہانِ رحمت ہے

وہ جس کی ہستی پہ نازاں ہے کبریا خود بھی
زمینِ اُنس ہے وہ ، آسمانِ رحمت ہے

حضورؐ آپ کی سیرت تلاوتِ قرآن
''حضورؐ آپ کا اسوہ جہانِ رحمت ہے''

سرور و کیف ملا نعت سے مجھے اشعؔر
مرا یقین ہے وہ جان ، جانِ رحمت ہے

صلی اللہ علیہ وسلم

جگہ مل جائے مدفن کی مدینے میں
لِکھی ہو کاش میری بھی مدینے میں

مری سانسیں مجھے دھوکہ نہ دے جائیں
بلا لو مصطفیٰ ﷺ جلدی مدینے میں

نہ جانے کیسے میں خود تو چلا آیا
پہ آنکھیں رہ گئیں میری مدینے میں

ہو افطاری مری ملتان میں آقاؐ
یہ خواہش ہے کروں سحری مدینے میں

کہیں ٹھہرا ترا دل مرتضےٰ اشعرؔ
کہیں بھٹکی نگہ تیری مدینے میں

صلی اللہ علیہ وسلم

جب بھی پہنچا ہوں آقاؐ کے دربار تک
آنکھ کہنے لگی ہو کے سرشار تک

محوِ پرواز ہے پھر تخیّل مرا
پھر سے بڑھنے لگی دل کی رفتار تک

قدسیوں نے تراشی ہے روشن لکیر
عرش سے روضۂ شاہِ ابرار تک

آپؐ جیسا کوئی تھا نہ ہوگا کہیں
ذاتِ بے مثل سیرت سے کردار تک

ہو مدینے کی دل میں کسک مرتضیٰ
یہ تڑپ مجھ کو لے جائے سرکار تک

صلی اللہ علیہ وسلم

وہ ملجا ہے ، وہ ماوا ہے
وہ آقا ہے ، وہ داتا ہے

جس کی مدحت خالق نے کی
وہ مولا میرا مولا ہے

ڈوب گیا جو اُنؐ کے عشق میں
اُس کی دنیا ہے ، عقبیٰ ہے

دل ہو اُنؐ کی الفت کا گھر

جو چاہو پھر وہ ہوتا ہے

اُنؐ کے وسیلے سے تم اشعرؔ

جو مانگو گے رب دیتا ہے

صلی اللہ علیہ وسلم

اوجِ صدق و صفا سیّدی مصطفےٰؐ
سرورِ انبیاءؑ سیّدی مصطفےٰؐ

حق کی منشاءَ وہی، حق کا وہ فیصلہ
جو ہے تیری رضا سیّدی مصطفےٰؐ

کوئی بھی اُنؐ کے در سے نہ خالی گیا
بحرِ جود و سخا سیّدی مصطفےٰؐ

مرتبہ اُنؐ کے جیسا کسی کو ملا؟
مرحبا مصطفےٰؐ، سیّدی مصطفےٰؐ

جو بھی اسوہ پہ تیرے چلا ، پا گیا
خلد کا راستہ سیّدی مصطفےٰؐ

چھا گئیں ظلمتیں ، ہر طرف ہے وبأ
دور ہو ابتلا ، سیّدی مصطفےٰؐ

وہ مرا رہبر و رہنما مرتضےٰؑ
میں ہوں جس کا گدا سیّدی مصطفےٰؐ

صلی اللہ علیہ وسلم

آرہا ہے مری ہر دعا میں اثر
بڑھ رہا ہے مسلسل یہ ذوقِ سفر

چشمِ خفتہ کا ہے خوابِ بیدار یہ
آنکھ کھولوں مقابل ہو اُنؐ کا نگر

کاش مل جائے میری جبیں کو بھی اب
میرے آقاؐ کا ، سلطان کا سنگِ در

آپؐ ہیں آسرا عاصیوں کا حضور
اس لئے ہے شفاعت پہ سب کی نظر

بے سلیقہ ہوں میں کیسے توصیف ہو؟
بخش دے نعت کہنے کا مجھ کو ہنر

دم نکلنے سے کچھ پیشتر مرتضیٰؑ
مجھ پہ ہو جائے صلِّ علیٰ کی نظر

صلی اللہ علیہ وسلم

درود اُنؐ پر جو انتخاب اور پسند رب کی
سلام اُنؐ پر جو آرزو عام و خاص سب کی

درود اُنؐ پر کہ جن کا سایہ نہیں کوئی بھی
سلام اُنؐ پر کہ اُنؐ سا آیا نہیں کوئی بھی

درود اُنؐ پر مدام، اُمّی لقب ہے جن کا
سلام اُنؐ پر کہ اعلیٰ نام و نسب ہے جن کا

درود اُنؐ پر جو عرش پر جا کے جگمگائے
سلام اُنؐ پر سلامتی کو زمیں پہ آئے

درود اُنؐ پر جو رہبر و رہنما ہمارے
سلام اُنؐ پر کہ جو ہیں بحرِ عطا ہمارے

درود اُنؐ پر کہ جو ہیں صدق و صفا کا پیکر
سلام اُنؐ پر جو لاج رکھیں گے روزِ محشر

درود اُنؐ پر کہ جن کی ہستی وقارِ آدم
سلام اُنؐ پر کہ جو ہیں اشعرؔ حضورِ اکرمؐ

صلی اللہ علیہ وسلم

تمنّا کا خلاصہ آرہا ہے
مدینے سے بلاوا آرہا ہے

وہ اظہارِ تشکّر سے ہے قاصر
نہیں الفاظ گویا آرہا ہے

سفینے سے مناظر تک رہا ہوں
قریب اپنے کنارہ آرہا ہے

نجانے تجھ تلک پہنچا نہیں کیوں؟
کوئی مدّت سے چلتا آرہا ہے

اجازت مرحمت فرمائیں آقا ﷺ
کوئی بھولا کہ بھٹکا آ رہا ہے

میں تو ملتان میں بیٹھا ہوا ہوں
نگاہوں میں مدینہ آ رہا ہے

مرے مرنے پہ کوئی خواب دیکھے
کہ اشعؔر سوئے روضہ آ رہا ہے

سیّدنا ابی طالب

صبر کی انتہا ہے سجدے میں
خونِ ناحق بہا ہے سجدے میں

حملہ آور ہوا کوئی ملعون
اور علی مرتضیٰؓ ہے سجدے میں

مسجدِ کوفہ بن گئی مقتل
فخرِ خیرالوریٰ ہے سجدے میں

بزدلی دیکھ ابنِ ملجم کی
میرا شیرِ خدا ہے سجدے میں

قدسیوں نے کہا گواہی میں
اوجِ صبر و رضا ہے سجدے میں

آفتابِ کمالِ ہستی آج
روبروئے خدا ہے سجدے میں

سیّدۃ النساؑ

عکسِ فکرِ حیاؑ سیّدہ فاطمہؓ
شمعِ بزمِ ردا سیّدہ فاطمہؓ

سربسر زینتِ خانۂ مُرتضےٰؓ
بنتِ خیرالوریٰ سیّدہ فاطمہؓ

زہد و تقویٰ میں جن کا نہ ثانی کوئی
طیبہ ، طاہرہ ، سیّدہ فاطمہؓ

عرش سے جن کے سجدوں کو عظمت ملی
آپؓ وہ ساجدہ سیّدہ فاطمہؓ

میں بھی اشعؔر ہوں ادنیٰ سا اُن کا غلام
میری مشکل کُشا سیّدہ فاطمہؓ

تعارف:

نام۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مرتضیٰ اشعرؔ

جائے سکونت۔۔۔۔۔۔۔ملتان (پاکستان)

تعلیم۔۔۔بی۔ایس سی، ایم اے (ادبیات)

مصروفیت۔۔۔۔۔۔درس وتدریس، کاروبار

شاعری کا آغاز۔۔۔۔1985ء

رابطہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔03030725973

تصانیف وتالیفات

ا۔اللہ۔۔۔۔(ملتان کی حمدیہ تاریخ)

م۔محمدؐ۔۔۔۔(ملتان کی نعتیہ تاریخ)

مدارِ فکر۔۔۔۔(مجموعہ نعت)

س۔سلام۔۔۔(انتخاب سلام بحضور امام عالی مقام)

جھیل کے جھروکے میں۔۔۔(غزلیں)

چپکے سے اتر مجھ میں۔۔۔(غزلیں، نظمیں)

آنکھوں میں رہا۔۔۔۔۔(غزلوں کا انتخاب)

دل میں اتر کر نہیں دیکھا۔۔۔(نظمیں زیرِ طبع)

کیوں نیند ادھوری ہے۔۔۔(ماہیے، زیرِ طبع)

حکایات۔۔۔۔۔۔(سبق آموز حکایتیں)

غزل کی شاعری ہو یا نعت کی عشق کے بغیر رسمی سی ہو کر رہ جاتی ہے۔ مگر دونوں میں فرق یہ ہے کہ غزل کا عشق اپنی ذات سے کائنات کی طرف ارتفاع اور پھر کائنات سے ذات کی طرف رجوع کرتا رہتا ہے مگر نعت کی شاعری میں عشق اپنے محبوب کے ارد گرد محفوظ و محتاط رقص میں مست مگن رہتا ہے، جہاں ایک ایک قدم زمین نعت پر یوں سنبھال کر رکھنا پڑتا ہے جیسے شبنم کے قطرے پھولوں پر اتر رہے ہوں۔

مرتضیٰ اشعر کو میں ایک طویل عرصے سے جانتا ہوں وہ مدت سے غزل کے عشق میں مبتلا اور نعت کے عشق میں سرشار رہے ہیں۔ اور یہ بھی کہ ایک عرصے سے غزل، نظم، قطعات، ہائیکو اور ماہیے تک کے تجربوں سے گزرتے ہوئے نعت گوئی کی منزل تک پہنچے ہیں۔

مرتضیٰ اشعر نعت گوئی کے اہم اجزا، عشق حقیقی، ادب و احترام، انداز و طریقہ اظہار کے سلیقے کے علاوہ نہایت ہی اہم جز، الوہیت و رسالت کے بیچ حفظِ مراتب کا خاص لحاظ رکھنے میں کامیاب نظر آتے ہیں۔

دعا گو ہوں اس یقین کے ساتھ کہ ثنائے رسولؐ کے یہ پھول اطراف و جوانب میں خوشبو بکھیریں گے۔

اسلم بدرؔ

جمشید پور (انڈیا)



مرتضیٰ اشعر کا نام شعر و ادب کی دنیا میں اپنی شناخت کا ایک مضبوط حوالہ رکھتا ہے۔ ان کا مجموعہ نعت "مدارِ فکر" میرے پیش نظر ہے۔ ان کا لکھا حرفِ سخن عقیدت و محبت کا مظہر ہے ان کی نعت جذب و کیف اور صدق و صفا کا آئینہ خانہ ہے جس میں ان کے احوالِ دروں کے نقش ابھرتے ہیں۔ رسول کریمؐ سے عشق ان کے فنِ نعت گوئی کے آئینہ خانہ کو صیقل کرنے میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔

صبیح رحمانی

مرتضیٰ اشعرؔ کی نعت پڑھ کر بے انتہا طمانیت کے ساتھ یہ احساس بھی شدت سے ہوتا ہے کہ مرتضیٰ اشعرؔ نعت میں اظہارِ ہنرمندی اور الفاظ کی فسوں کاری کی بجائے لفظوں سے عبادت کرتا ہے۔ مرتضیٰ اشعرؔ کی نعت محبتوں اور عقیدتوں کے وفور سے کشید کیا گیا انگبین شتا ہے جو قارئین کے مشامِ جاں کو سرشار کر دیتا ہے۔

اشفاق احمد غوری

مرتضیٰ اشعرؔ کی نعتیں عقیدتوں کا عکس جمیل ہیں مقصودِ کائنات، جانِ کائناتؐ کے حضور گلہائے عقیدت پیش کرنا بڑی احتیاط کا متقاضی ہے۔ مرتضیٰ اشعرؔ کی نعوت تمام تر احتیاط، شعری حسن اور لوازم کی حامل ہیں جو ان کی فنی ریاضت و عقیدت کی آئینہ دار ہیں۔

وسیم ممتاز

بھاری بھرکم، ثقیل اور فلسفیانہ مضامین کی بجائے عام فہم ابلاغی مصرے مرتضیٰ اشعرؔ کے ابجدی ذوق کی گواہی دیتے ہیں ان کے شعروں میں عشقِ نبیؐ کا کوثر و تسنیم ٹھاٹھیں مارتا ہے تو حرف و معانی کی تہوں سے تاثیر کے مرجان جنم لیتے ہیں۔ دعا ہے کہ ان کے مدحیہ بیانیے بارگاہِ عشقِ اولیٰ میں باریابی کی سند پائیں اور علم البیان کا رب انہیں عرفانِ عشق کی لوح کا قاری بنائے۔

سیدہ معصومہ شیرازی

DHANAK MATBUAT
shams.ua786@gmail.com
Lahore. Multan. Cell # 0300-8873052